جہات

بے مہابا فحاشی اور بے حیائی۔ لمحہ فکریہ!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

شرم وحیاء عفت و عصمت پاکدامنی ستر وحجاب غیرت اور پاکیزگی اخلاق ہمیشہ سے پیغمبرانہ تعلیمات کا لازمی حصہ، اہل ایمان کی بنیادی قدریں اور مذاہب واقوام عالم میں ملسمانوں کے امتیازی اوصاف رہے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل بھی تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے فیض نبوت اور فیض صحبت سے صحابہ کی ایسی اخلاقی تربیت فرمائی اور عرب کے بدوؤں اور اجڈوں کو اخلاق کے اس بلند ترین مقام پر پہنچایا جس کی نظیر آسمانِ دنیا نے صفحہ ہستی پر کبھی نہیں دیکھی تھی۔ مسلمانوں کے ازلی دشمن یہود پر یہ بات بہت شاق تھی کہ مسلمانوں کی اخلاقی برتری کی دھاک ان کے مخالفوں کے دلوں پر بھی بیٹھتی جارہی ہے۔ عربوں کا معاشرہ دور جاہلیت میں بالکل "خبیثون و خبیثات" کا معاشرہ بن چکا تھا اور یہود کا حال اہل کتاب ہونے کے باوجود ان سے بھی زیادہ بدتر تھا۔ اب جب انہوں نے دیکھا کہ اس گندگی کے ڈھیر سے "طیبون وطیبات" کا ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ ابھر رہا ہے جو ملائکہ کیلئے بھی قابل رشک ہے تو اس آئینہ میں ان کو اپنی تصویر بہت مکروہ نظر آئی۔ اس کا انتقام لینے کی تدبیر انہوں نے یہ سوچی کہ مسلمانوں کے اندر بھی فحاشی، برائی اور بے حیائی کا چرچا پھیلے اور اس "کار خیر" کیلئے انہوں نے اپنے زیر اثر پروردہ منافقین کو ذریعہ بنایا جنہوں نے خاص اہلبیت رسول ﷺ کو اس گہری سازش کا نشانہ بنایا لیکن اللہ کریم نے ان کی اس سازش کو طشت ازبام کرتے ہوئے اہلبیت رسول ﷺ کی عفت و عصمت اور پاکدامنی پر قیامت تک کیلئے مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ اس موقعہ پر قرآن مجید میں یہ تنبیہ بھی نازل ہوئی کہ:

"بے شک جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کا چرچا ہو ان کیلئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ (ایسی حرکت کے نتائج کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو"
(سورہ نور: ۱۹)

اس آیت کریمہ کا مورد اگرچہ خاص (واقعہ افک) ہے تاہم اعتبار الفاظ کے عموم کا ہے جس پر دلیل بقول مفسر رازی "فی الذین آمنو" کے الفاظ ہیں۔ موقعہ و محل کے لحاظ سے تو اگرچہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ اس طرح کے الزامات گھڑ کر اور انہیں اشاعت دے کر مسلم معاشرے میں بد اخلاقی پھیلانے اور امت مسلمہ کے پاکیزہ اخلاق پر دھبہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ سزا کے مستحق ہیں۔ لیکن الفاظ آیت کا عموم فحاشی پھیلانے کی تمام صورتوں پر حاوی ہے ان کا اطلاق عملاً بدکاری کے اڈے قائم کرنے پر بھی ہوتا ہے اور بداخلاقی کی ترغیب دینے اور اس کیلئے شہوانی جذبات کو اکسانے والے قصوں اشعار گانوں تصویروں اور کھیل تماشوں پر بھی۔ نیز وہ کلب اور ہوٹل اور دوسرے ادارے بھی ان کی زد میں آجاتے ہیں جن میں مخلوط رقص اور مخلوط تفریح کا انتظام کیا جاتا ہے۔ (تفہیم القرآن تحت آیت)

آج یہود و اہل مغرب کی تقلید میں وطن عزیز جس کے حصول میں کارفرما جذبہ یا جس کے حصول کا مطلب لا الہ الا اللہ تھا، کے اندر فحاشی عریانی، بے راہروی، بے حیائی، بے شرمی بے ہودگی اور مخلوط رقص و سرود کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ اخبارات کے مڈویک اور فلمی ایڈیشنوں، ڈائجسٹوں، ہفت روزوں، خواتین کے خصوصی اخباروں، سٹوڈیوز، فوٹو گرافی کی دوکانوں اور سینما گھروں کے باہر ایسی نیم عریاں اور ہیجان خیز فحش اور حیاء سوز تصاویر نظر آتی ہیں کہ ایک مسلمان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ اور ایک مرتبہ سوچنے لگتا ہے کہ میں یہ حیاء سوز اور فحش مناظر "اسلامی جمہوریہ پاکستان" میں دیکھ رہا ہوں یا کسی غیر اسلامی مملکت میں یہی صورت حال دوسرے الیکٹرانک ذرائع ابلاغ کی بھی ہے۔ نوجوان نسل فلمی گانوں اور فحش عشقیہ اور ہیجان انگیز ریکارڈنگ کی ایسی رسیا ہوتی جارہی ہے کہ گھر سے باہر دس بارہ میل کا سفر کسی بس یا ویگن میں کرنا پڑے تو چار و ناچار ہر بوڑھے، ہر نوجوان، ہر بچے اور ہر خاتون کو اس میں یہ فحش ریکارڈنگ سننا پڑتی ہے اور شریف آدمی دل ہی دل میں کباب بن کر رہ جاتا ہے۔

مغربی معاشرہ اپنے ہاں بے تحاشا فحاشی عریانی بے حیائی اور بے پردگی کے مہلک اثرات محسوس کرنے لگا ہے۔ لیکن پانی سر سے گزر گیا ہے اور اس سیلاب کے سامنے بند باندھنے کا اب موقعہ نہیں۔ اب مغرب کے پیروکار شعوری یا غیر شعوری طور پر اس ملک میں بھی مغربی تہذیب و کلچر کو فروغ دے کر شرم وحیاء، قومی و دینی اقدار، ملی تشخص، اسلامی و مشرقی روایات عفت و عصمت اور پاکدامنی کی چادر کو تار تار کرنے پر تلے ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں جنسی تشدد، گینگ ریپ اور اغواء کے واقعات صرف ۱۹۹۵ء کے سال میں ۱۸ ہزار کی تعداد میں ہوئے (روزنامہ خبریں یکم جنوری ۱۹۹۶ء)

وہ لوگ یا ادارے جو محض دولت کمانے کیلئے ایسی فلمیں بناتے ہیں، بڑھ چڑھ کر حیاسوز مناظر پیش کرتے ہیں ایسے اشتہارات جن میں جنسی عریانیت سے جاذبیت اور کشش پیدا کی جاتی ہے ایسا لٹریچر جس کی مقبولیت کا انحصار ہی شہوانی محرکات پر ہے مانا کہ یہ طریق کار وقتی طور پر ان اداروں کی آمدنی میں اضافے کا باعث بنتا ہے اور یقیناً فحاشی کی اشاعت میں حصول دولت کا جذبہ بھی کارفرما ہوتا ہے مگر ایسے عناصر کو سوچنا چاہیے کہ اس فحاشی اور بے حیائی کی اشاعت سے جو قومی، دینی، اخلاقی اور عمومی نقصان ہوگا اس سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہ سکے گا۔

ہم گورنمنٹ کے متعلقہ حکام کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائیں گے کہ ملک عزیز میں اس بڑھتی ہوئی فحاشی عریانی بے حیائی کو قانونی طور پر روکا نہ گیا اور اشاعت فواحش کے مذکورہ بالا تمام ذرائع کا سدباب نہ کیا گیا تو اس کے نتائج ملک و قوم کیلئے بڑے بھیانک ہوں گے۔ امت مسلمہ کا ایک اپنا خاص قومی، مذہبی اور ملی تشخص ہے جسے مغرب کی اندھا دھند پیروی میں مسخ کرنا کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ھاشمی

صوبائی وزیر ٹرانسپورٹ اقبال گھرکی کا یہ فیصلہ بہت مستحسن ہے جس میں انہوں نے بسوں اور ویگنوں میں فحش ریکارڈنگ بند کرنے کا حکم دیا ہے (روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۹۵)

اسی طرح ہم وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات سے بھی توقع کرتے ہیں کہ وہ ذرائع ابلاغ میں بڑھتی ہوئی فحاشی و عریانی اور بے حیائی کے روکنے کا مؤثر اقدام کریں گے۔

کچھ منہاج کے بارے میں

اہل علم کو معلوم ہے کہ فقہی علمی تحقیقی مجلہ سہ ماہی منہاج نے مرکز تحقیق (ریسرچ سیل) دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے تحت معروف محقق اور عالم دین مولانا سید محمد متین ھاشمی مرحوم کی ادارت میں اپنی اشاعت کا آغاز کیا تھا۔ مولانا ھاشمی مرحوم نے توفیق ایزدی، خلوص، اپنی قد آور مسلمہ شخصیت اور گوناگوں ذاتی خوبیوں کی بدولت منہاج کو بہت تھوڑے عرصے میں علمی و تحقیقی حلقوں میں ایک بلند اور نمایاں مقام پر پہنچادیا۔ برصغیر میں "معارف" اعظم گڑھ کے بعد شاید ہی کوئی ایسا پرچہ ہو جسے علمی حلقوں میں منہاج کے برابر پذیرائی ملی ہو۔ مولانا مرحوم کے وصال کے بعد ادارہ نے اس کی ادارت کے فرائض سنبھالے اور پرچے کے علمی معیار کو قائم رکھا۔

پچھلے دنوں مرکز تحقیق بوجوہ بند کیا گیا تو علمی حلقوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی کہ کہیں یہ تحقیقی مجلہ سہ ماہی "منہاج" بند نہ ہو جائے۔ اس لئے منہاج کے قارئین کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ چیئرمین متروکہ وقف املاک بورڈ نے پرچے کی اہمیت کے پیش نظر یہ خوش آئند فیصلہ کیا ہے کہ منہاج حسب معمول دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے تحت جاری رہے گا اور اس کو چلانے کی ذمہ داری راقم الحروف کو سونپی گئی ہے۔ بندہ کی انشاء اللہ مقدور بھر کوشش ہوگی کہ پرچے کا سابقہ تحقیقی اسلوب اور معیار قائم رہے۔

اہل علم و قلم سے امید ہے کہ وہ حسب سابق اس ناچیز کے ساتھ بھی اپنا قلمی تعاون جاری رکھیں گے۔ زیر نظر پرچہ اگرچہ ضخامت میں اپنی عمومی روایت کے لحاظ سے بہت کم ہے مگر اشاعت میں خاصی تاخیر ہو جانے کی وجہ سے اسے دو سہ ماہیوں کا حامل قرار دیا جا رہا ہے تاکہ آئندہ اشاعت اپنے معمول پر آسکے۔

(حافظ محمد سعد اللہ)